REGD No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

ربوہ

235

خطبہ نمبر ۱۱

۲۳ رجب ۱۳۷۵ھ

فی پرچہ ۱ر

جلد ۴۵/۱۰ | ۸ امان ۱۳۳۵ ھش | ۸ مارچ ۱۹۵۶ء | نمبر ۵۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۷ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا۔

"کل دن بھر طبیعت اچھی رہی۔ لیکن رات کو ضعف ہو گیا۔"

احباب حضور کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

— اخبار احمدیہ —

ربوہ ۷ مارچ۔ لاہور سے بذریعہ تار اطلاع ملی ہے کہ کل رات حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کو کچھ بے چینی رہی۔ اور کمزوری بھی ابھی کافی ہے۔ بعد کے فون سے اطلاع ملی ہے۔ کہ خدا کے فضل سے طبیعت آہستہ آہستہ سنبھل رہی ہے۔ احباب صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔

— حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ حرم اول حضرت امیر المومنین کی طبیعت حال ناساز ہے۔ احباب صحت کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

— صاحبزادہ مرزا منظفر احمد صاحب بدستور ریتہ کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں احباب دعائے صحت فرمائیں۔

"سیٹو" کانفرنس میں پاکستان کی طرف سے مسئلہ کشمیر اور پختونستان کے ڈھونگ کا سوال اٹھا دیا گیا

روسی لیڈروں کے بیانات سیٹو کے علاقہ میں مداخلت کے برابر ہیں

کانفرنس کا فرض ہے کہ وہ ان مسائل کی طرف فوری توجہ دے (حمید الحق چوہدری)

کراچی ۷ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ پاکستان نے کل جنوب مشرقی ایشیا کے ادارے کی کانفرنس کے خفیہ اجلاس میں مسئلہ کشمیر اور پختونستان کے ڈھونگ کا سوال اٹھایا ہے۔ پاکستان کے وزیر خارجہ جناب حمید الحق چوہدری نے کل اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے شریک ملکوں کے نمائندوں سے کہا کہ وہ ان ہر دو اہم مسائل کے بارے میں اپنے رویہ کا واضح الفاظ میں اعلان کریں۔ انہوں نے بتایا کہ ان مسائل کے بارے میں روسی لیڈروں کے بیانات "سیٹو" کے علاقہ میں مداخلت کے برابر ہیں۔ ان کی وجہ سے صورت حال بگڑ گئی ہے۔ اور تخریبی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا پاکستان کا نقطۂ نظریہ ہے کہ افغانستان کے دعوے سے ڈیورنڈ لائن کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ جو پاکستان اور افغانستان کے درمیان مسلمہ بین الاقوامی سرحد ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ کابل میں کمیونسٹوں کا اسلحہ درآمد ہونے سے اس علاقے میں خطرہ بہت بڑھ گیا ہے۔ اور ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے کہ جس کی طرف توجہ دینی ضروری ہے۔

آزاد کشمیر کے لیڈروں میں سے کرنل بشیر احمد خان اور سردار ابراہیم نے بھی اس موقعہ پر بیانات جاری کئے ہیں۔ جنہیں سیٹو کانفرنس کے مندوبین سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ مسئلہ کشمیر کے خاطر خواہ حل کی طرف فوری توجہ دیں۔ کیونکہ یہ مسئلہ عالمی امن کے لئے خطرہ ہے۔ اور خود جنوب مشرقی ایشیا کے سمجھوتے کے انعقاد پر اس کا بُرا اثر پڑتا ہے۔

— پیرس ۷ مارچ۔ حکومت اسرائیل نے فرانس سے ٹینک توڑ اسلحہ حاصل کرنے کی درخواست کی ہے۔ فرانس کے فوجی ماہر اس درخواست پر غور کر رہے ہیں۔

ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری پر پابندی لگانے کی تجویز

مارشل بلگانن کے نام صدر آئزن ہاور کا مراسلہ

واشنگٹن ۷ مارچ۔ صدر آئزن ہاور نے تجویز پیش کی ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری پر پابندی لگا دی جائے۔ روس کے وزیر اعظم مارشل بلگانن کے نام ماسکو میں ان کا جو تازہ مراسلہ موصول ہوا ہے اس میں انہوں نے کہا ہے۔ کہ امریکہ اس بات پر رضامندی ظاہر کرنے کے لئے تیار ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں میں استعمال ہونے والا سامان اسلحہ تیار کرنے کی خاطر جمع نہ کیا جائے۔ اس طرح عالمی جنگ کا خطرہ دور ہو سکے گا صدر آئزن ہاور نے خط کے آخر میں امید ظاہر کی ہے کہ اگر ایسی تجاویز پر عمل کیا جائے۔ تو ایٹمی طاقت صرف پُر امن مقاصد کے لئے ہی استعمال ہوگی۔ اور دنیا ایک ہولناک تباہی سے محفوظ ہو جائے گی۔

آزاد قوموں نے روس کو اپنی پالیسی تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا (ڈلس)

کراچی ۷ مارچ۔ امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈلس نے جو آجکل سیٹو کانفرنس میں شرکت کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ کل امریکی سفارت خانے کے افسروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا آزاد قوموں نے اپنی دفاعی طاقت اس قدر بڑھالی ہے کہ روس اپنی پالیسی تبدیل کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ اب اسے جارحانہ کارروائیوں کو جاری رکھنے میں فائدہ دکھائی نہیں دیتا۔ اس لئے وہ خفیہ چالیں چلنے اور دوسرے طریقے اختیار کرنے میں مصروف ہے۔

بالنکوف کی قیادت میں روسی وفد برطانیہ آرہا ہے

لندن ۷ مارچ۔ روس کے سابق وزیر اعظم مسٹر مالنکوف کی قیادت میں روس کا ایک وفد عنقریب برطانیہ کے سرکاری دورے پر آرہا ہے۔ خیال ہے کہ وفد مارچ کے اواخر میں لندن پہنچ جائے گا۔ اور تین ہفتہ تک برطانیہ میں مقیم رہے گا۔

مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری گولڈ کوسٹ جانے کے لئے ربوہ سے روانہ ہو گئے

ربوہ ۷ مارچ۔ مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری بی اے۔ ایس سی شاہد تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ) جانے کے لئے آج صبح چناب ایکسپریس کے ذریعہ کراچی روانہ ہو گئے۔ اہل ربوہ نے کثیر تعداد میں اسٹیشن پر جمع ہو کر دلی دعاؤں کے ساتھ انہیں رخصت کیا۔ گاڑی روانہ ہونے سے قبل مکرم مولوی ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین نے اجتماعی دعا کرائی۔ احباب جماعت ان کے بخیر و عافیت منزل مقصود تک پہنچنے اور حصول مقاصد میں کامیابی کے لئے دعا کریں۔

آل پاکستان اردو مباحثہ

مجلس علمی جامعۃ المبشرین ربوہ کے زیر اہتمام مورخہ ۸ مارچ بروز جمعرات شام کے ۷ بجے ایک آل پاکستان اردو مباحثہ جامعۃ المبشرین کے ہال میں منعقد ہوگا۔ عنوان زیر بحث درج ذیل ہے

جمہوریت ایک طرز حکومت ہے کہ جسمیں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے ہوئے

موجودہ مباحثہ میں جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے علاوہ باہر سے مقررین کی شرکت کی توقع ہے۔ دلچسپی رکھنے والے احباب تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔ بشیر احمد رفیق بی اے سیکرٹری ربوہ

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۸ رمارچ ۱۹۵۶ء

دعا کا مقام اسلام میں

الفضل کی اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ ہم مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی کے ایک فاضلانہ مضمون کی ایک قسط جس کا عنوان "دعا" ہے۔ اور جو ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ میں شائع ہوا ہے۔ ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور ۲ رمارچ ۱۹۵۶ء سے نقل کر رہے ہیں۔

فاضل مضمون نگار نے اس مضمون میں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالات کو دو شعبوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ (۱) عبدیت کاملہ۔ (۲) نبوت جامعہ۔ یہ تجزیہ محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالات کو سمجھانے کے لئے بیان کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسا کہ ہمیں یقین ہے۔ صاحب مضمون بھی جانتے ہیں۔ کہ یہ دونوں شعبے ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں۔ دوسرے لفظوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کاملہ نہ صرف انسانی زندگی کے ارتقاء کے لئے مکمل لائحہ عمل کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ بلکہ جو کامل تعلق باللہ کے حصول کے لئے بھی جو درا صل انسانی زندگی کا انتہائے مقصود ہے۔ ایسے موثر اصول اور نمونہ پیش کرتی ہے۔ کہ جس کی تقلید کر کے ہر انسان منازل عرفان جلد از جلد طے کر سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کوئی فعل ایسا نہیں تھا۔ [illegible] کے شروع اور دوران میں اختتام بخیر کے لئے آپ نے خود دعا نہ فرمائی ہو۔ اور مسلمانوں کو دعا کی تاکید نہ کی ہو۔ آپ نے سونے جاگنے۔ اٹھنے۔ بیٹھنے سفر جانے [illegible] کہ حاجات ضروریہ کے لئے جانے کے متعلق بھی خاص دعائیں بتائی ہیں۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے جیسا کہ صاحب مضمون نے آیات قرآنیہ پیش کر کے واضح کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ نہ صرف ایک مسلمان کے ہر عمل کی بنیاد دعا ہی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ کوئی مسلمان مسلمان بن ہی نہیں سکتا۔ جب تک کہ دعا اس کا معمول نہ ہو۔ اور جب تک وہ اپنی زندگی میں دعاؤں کا اثر محسوس نہ کرنے لگے

اللہ تعالیٰ کی ہستی وراء الوریٰ ہے۔ اور ہم ظاہری حواس سے اسے محسوس نہیں کر سکتے۔ اسلام کی بنیاد ایمان بالغیب پر ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ انسان میں ایمان بالغیب کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ آخر یونہی تو کسی چیز پر ایمان پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم لاکھ بار پکاریں۔ کہ "اللہ تعالیٰ ہے۔" "اللہ تعالیٰ ہے" تو محض ہمارے پکارنے سے نہ تو خود ہمیں اس کی ہستی پر مکمل ایمان ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہم ان لوگوں کو اس کا قائل کر سکتے ہیں۔ جو اس کی ہستی کے منکر ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہم اللہ تعالیٰ کو نہ تو خود ان آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ اور نہ ان آنکھوں سے اسے کسی دوسرے کو دکھا سکتے ہیں۔ پھر ایسی ہستی پر کس طرح ایمان لایا جا سکتا ہے؟

عام طور پر ہمیں انہی چیزوں پر یقین ہوتا ہے۔ جن کو ہم حواس سے خود محسوس کرتے ہیں۔ یا کر سکتے ہیں۔ اور دوسروں کو محسوس کرا سکتے ہیں۔ مثلاً کسی ٹھوس چیز کو ہم چھو کر یا دیکھ کر اس کی ہستی کو مانتے ہیں۔ کسی پھول کی خوشبو سونگھ کر ہم معلوم کرتے ہیں۔ کسی آواز کو ہم سنکر مانتے ہیں۔ کسی مزہ کو ہم چکھ کر قبول کرتے ہیں۔ لیکن ایسی ہستی کو جو ان حواس کے احاطہ میں نہیں آ سکتی اس کو کس طرح مان سکتے ہیں؟

اگر اللہ تعالیٰ واقعی ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے تو سیدھی سی بات ہے۔ کہ اس پر ایمان بالغیب لانے کے لئے بھی ہمارے پاس کوئی ایسا ثبوت ہونا چاہیئے۔ کہ جس سے ہمیں اس کے ماننے بغیر چارہ نہ رہے۔ عقلمندوں نے اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے لئے عقلی ثبوت مہیا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک بڑی دلیل اللہ تعالیٰ کی ہستی کی یہ دی جاتی ہے۔ کہ اتنے بڑے پُرحکمت کارخانہ کائنات کو بنانے اور چلانے والی کوئی ہستی ضرور ہونی چاہیئے۔ اس دلیل کی قرآن کریم نے بھی وضاحت کی ہے۔ اور واقعی یہ ایک عظیم دلیل ہے۔ لیکن اگر اس دلیل کو یہیں چھوڑ دیا جائے۔ تو اس سے زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ پر ایک قیاسی ایمان ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ جس سے ہمیں اپنی زندگی کے صحیح طور پر چلانے میں مدد نہیں مل سکتی۔ اور اگر کوئی مدد ملتی بھی ہے۔ تو ادھوری اور ہم زندگی کا مقصود حاصل کرنے میں اس سے صحیح فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ سائنٹیفک زبان میں ایمان محض ایک تھیوری کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کو ابھی ثابت کرنا لازمی ہے۔ اور بعض قرائن کی بنا پر بنائی جاتی ہے۔ جب تک تجربہ اور مشاہدہ سے تھیوری کو ثابت نہ کیا جائے۔ وہ ایک تھیوری ہی رہتی ہے۔ اور اس سے جو عملی فوائد حاصل بھی ہوتے ہیں۔ وہ بھی ادھورے ہوتے ہیں۔

ایک تھیوری کو صحیح ثابت کرنے کے لئے سائنسدان تجربہ اور مشاہدہ کی کسوٹی پر گھستے ہیں۔ جب تجربہ اور مشاہدہ سے وہی نتائج نکلتے ہیں۔ جو تھیوری میں قیاس کئے گئے ہیں۔ تو اس وقت اس کو ثابت شدہ مانا جاتا ہے۔ ورنہ نہیں

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق جو اوپر دلیل دی گئی ہے۔ اور جس کو ہم نے تھیوری یا قیاسی ایمان کا نام دیا ہے۔ اس کو تجربہ اور مشاہدہ میں لانے کے بھی امکانات ہیں یا نہیں۔ ہمارا ذاتی ایمان یہ ہے۔ کہ ہیں اور ان میں سے ایک چیز "دعا" ہے۔ فخر کے لئے نہیں بلکہ بطور بیان حقیقت ہم کہتے ہیں۔ کہ ہمیں ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بارہا اس کا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ حاصل ہوا ہے۔

ایک مسلمان کے لئے تو قرآن کریم کی وہ آیات جو فاضل مضمون نگار نے محولہ بالا مضمون میں پیش کی ہیں۔ پوری رہنمائی کرتی ہیں۔ اور وہ ان پر عمل کر کے اس کا خود تجربہ کر سکتا ہے۔ بلکہ مسلمان ہی نہیں کوئی انسان تجربہ کر سکتا ہے۔

اجیب دعوۃ الداع اذا دعانِ

جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے۔ ایک مسلمان کو ہر عمل کے لئے دعا سکھائی گئی ہے۔ یہ اسی لئے ہے۔ کہ ہم بارہا اس روحانی حقیقت سے دوچار ہوں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یقین محکم ہمارے رگ وپے میں مرتسم ہو جائے۔ ہماری زبان۔ ہمارے ہاتھ۔ ہمارے کان ہماری ناک۔ الغرض ہمارا ہر عضو اللہ تعالیٰ کے تصرف میں آ جائے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے۔ جس کے لئے اس نے یہ کائنات برپا کی ہے۔ ایک کارآمد ہتھیار بن جائیں۔ لیکن ایسا اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب ہم اپنی "دعاؤں" کو بارہا قبولیت کا شرف حاصل کرتے ہوئے خود تجربہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر قیاسی ایمان سے گزر کر تجرباتی ایمان پیدا کر لیں۔ ایسا کامل ترین انسان جو اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہتھیار رہا۔ وہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات والا صفات تھی۔ مگر جیسا کہ فاضل مضمون نگار نے اشارہ کیا ہے۔ ہم نے اس کامل ترین انسان کے اسی پہلو پر کما حقہ غور نہیں کیا۔ حالانکہ یہی پہلو تھا۔ جو فی ذاتہٖ مقصد حیات ہے۔ آج تو یہ حالت ہو چکی ہے۔ کہ وہ لوگ بھی جو اقامتِ دین کے داعی ہیں۔ اس حقیقت سے کلی طور پر ناآشنا ہیں۔ بلکہ اس کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ اس سے ایسے لوگوں کی سعی کا انجام معلوم ہو سکتا ہے۔

ضروری اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے پیش نظر احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حضور سے ملاقاتیں سوائے انتہائی اشد ضرورت کے تا اطلاع ثانی بند ہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔ کہ باہر سے تشریف لانے والے احباب متعلقہ ناظران اور وکلاء صاحبان سے اپنی ضرورتوں کے متعلق مشورہ کر لیا کریں

امید ہے کہ احباب حضور کی صحت کو مد نظر رکھتے ہوئے اسکی پابندی کریں گے۔ (پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت ۱۹۵۶ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ۳۷ ویں مجلس مشاورت کا اجلاس ۲۹، ۳۰، ۳۱ مارچ و یکم اپریل ۱۹۵۶ء (جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ اور اتوار) بمقام ربوہ منعقد ہوگا۔ جماعت ہائے احمدیہ بہت جلد اپنے نمائندگان کا انتخاب کر کے اطلاع دیں۔ (سیکرٹری مجلس مشاورت)

خطبہ جمعہ

دین کیلئے زندگی وقف کرنیوالے نوجوانوں سے خطاب

اس امر کو اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارا مطمح نظر اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہونا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۴ فروری ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

یہ خطبہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اسے ملاحظہ نہیں فرما سکے۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل

خطبہ نویس۔ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے پچھلے خطبات جمعہ میں

وقف کے متعلق بعض باتیں

بیان کی تھیں۔ ان کے متعلق باہر سے بھی جماعت کے دوستوں کے خطوط آ رہے ہیں۔ اور ربوہ سے بھی بعض خطوط آ رہے ہیں۔ اور کچھ نوجوان ان سے متاثر ہو کر اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف بھی کر رہے ہیں۔ چنانچہ باہر سے بھی بعض گریجوایٹوں کی درخواستیں وقف زندگی کے متعلق آئی ہیں اور یہاں سے بھی بعض ایسے نوجوانوں نے زندگیاں وقف کی ہیں۔ جو بی۔ اے یا بی ایس سی کلاسز میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور کچھ ایسے نوجوان بھی ہیں۔ جو عربی پڑھ کر جامعۃ المبشرین میں آنا چاہتے ہیں

اسی سلسلہ میں

ایک خط

ایک واقف زندگی مبلغ کی طرف سے آیا ہے۔ جس میں اس نے لکھا ہے۔ کہ میں نے اس بات پر غور کیا ہے۔ کہ واقفین زندگی میں بددلی کیوں پیدا ہو رہی ہے۔ اور غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ کہ اس کا موجب خود واقفین زندگی ہیں بعض واقفین زندگی ایسے ہیں۔ جنہوں نے اپنے فرائض کو پوری طرح ادا نہیں کیا۔ اور سلسلہ نے انہیں فارغ کر دیا۔ وہ اپنی عزت بچانے کے لئے لوگوں میں کہتے پھرتے ہیں کہ واقفین زندگی سے اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ اور وہ اس قدر پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ کہ دوسرے نوجوان بھی اس سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں سچ ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ اپنی عزت بچانے اور اپنی نااہلیت پر پردہ ڈالنے کے لئے ایسا کہہ رہے ہیں۔ یہ اطلاع دینے والے مبلغ ایک ایسے شہر میں رہتے ہیں جہاں ملازمت کے خواہشمند اکثر جاتے رہتے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ ایسے واقفین زندگی جو اپنی بعض غلطیوں کی وجہ سے وقف سے فارغ کر دیئے گئے ہیں۔ اور وہ تلاش روزگار کے سلسلہ میں اس شہر میں آتے ہیں۔ وہ دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ اور انہیں کوئی اچھی ملازمت نہیں ملتی۔ وہ لوگ اپنی اس ذلت کو چھپانے کے لئے کہ انہیں جھک مارنے کے بعد بھی کچھ نہیں ملا۔

اس قسم کا پروپیگنڈا

کرتے رہتے ہیں کہ مرکز میں ان سے اچھا سلوک نہیں ہوا۔ لوگ انہیں دیکھتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ یہ لوگ دین کی خدمت سے بھاگے تھے۔ اسلئے انہیں یہاں بھی کچھ نہیں ملا۔ اس پر وہ اپنی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے کہتے ہیں کہ دراصل مرکز میں واقفین زندگی سے اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس مبلغ نے لکھا ہے۔ کہ غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ کہ لوگوں میں وقف سے بددلی کا اصل موجب انہی لوگوں کا پروپیگنڈا ہے۔

میرا اپنا تجربہ بھی یہی ہے

کہ بعض وقف سے بھاگنے والے نوجوان ایسا کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض نوجوانوں کو ہدایت بھی مل جاتی ہے۔ لیکن بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو ہدایت سے محروم رہتے ہیں۔ پھر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ بعض ایسے نوجوان بھی ہیں۔ جنہوں نے وقف توڑا اور باہر انہیں اچھی ملازمتیں مل گئیں۔ اور کئی ایسے نوجوان ہیں۔ جو وقف سے بھی بھاگے لیکن باہر جا کر بھی انہیں کوئی ملازمت نہ ملی۔ اور وہ جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں۔ یہ دونوں مثالیں موجود ہیں۔ بہرحال اگر کسی کو وقف سے بھاگنے کے بعد اچھا چانس (Chance) مل جاتا ہے تو اسے قانون نہیں سمجھنا چاہیئے

لطیفہ مشہور ہے

کہ کسی کی کوئی خادمہ تھی۔ پنجاب کے دیہات میں عموماً ایندھن خریدا نہیں کرتے۔ بلکہ لوگ باہر سے گوبر اٹھا لاتے ہیں۔ اور اس کے اوپلے بنا کر جلا لیتے ہیں۔ کوئی آسودہ حال دیہاتی تھا۔ اس نے ایک دن اپنی ایک خادمہ کو گوبر اکٹھا کرنے کے لئے باہر بھیجا۔ اس دن شدید سردی تھی۔ اور رات اتنا پالا پڑا تھا۔ کہ بعض جانور بے ہوش ہو کر گر گئے تھے۔ وہ نوکرانی گوبر اکٹھا کرنے کے لئے گئی۔ تو اسے سردی سے ٹھٹھرا ہوا ایک خرگوش نظر آیا۔ وہ اسے اٹھا کر گھر لے آئی۔ گھر کے سب افراد نے اسے خوب شاباش دی۔ اور کہا تم بڑی ہوشیار ہو۔ تو گوبر اکٹھا کرنے گئی تھی۔ اور خرگوش مار لائی۔ شام تک گھر میں اس نوکرانی کی تعریف ہوتی رہی۔ وہ نوکرانی ہوشیار بھی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ بے وقوف بھی تھی۔ صبح ہوئی تو وہ مالکہ سے کہنے لگی۔ بی بی میں گوہیاں نوں جاواں یا سیاں نوں۔ یعنے میں گوبر اٹھانے جاؤں یا خرگوش پکڑنے جاؤں اس پر سب گھر والے ہنس پڑے کہ

اس کا یہ خیال ہے

کہ اسے ہر روز خرگوش مل جایا کرے گا۔ حالانکہ ہر روز خرگوش نہیں ملا کرتا۔ اسے کل مل گیا تھا تو یہ ایک اتفاقی بات تھی۔ اسی طرح بعض ایسے واقف زندگی بھی ہیں۔ جن کے ساتھ اسی قسم کا اتفاق ہوا۔ وہ وقف توڑ کر گئے۔ تو انہیں اچھی ملازمتیں مل گئیں۔ لیکن ہر ایک کو اچھی ملازمت نہیں ملی۔ کئی ایسے بھی ہیں کہ وہ وقف سے بھاگے۔ لیکن ابھی تک ملازمت کی تلاش میں جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں

پس

دو قسم کے لوگ موجود ہیں

جن کو اچھی ملازمتیں مل جاتی ہیں۔ وہ اپنی کامیابی کو فخریہ طور پر بیان کرتے ہیں۔ کہ دیکھو وقف توڑ کر آئے تھے۔ تو ہمیں اچھی ملازمتیں مل گئیں۔ لیکن جن لوگوں کو اچھی ملازمتیں نہیں ملتیں۔ اور وہ روزگار کی تلاش میں دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ وہ اپنی شرمندگی کو چھپانے کے لئے یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔ کہ مرکز میں

واقفین زندگی سے اچھا سلوک

نہیں ہوتا۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی خانساماں تھا۔ وہ روزانہ لاف زنی کیا کرتا تھا کہ صاحب اس کی بڑی عزت کرتا ہے۔ اور اپنے اہم کاموں میں اس کا مشورہ لیتا ہے۔ ایک دن صاحب غصہ میں تھا۔ اس نے خانساماں کو اندر بلایا۔ اور اسے خوب مارا۔ گھونسوں اور طمانچوں کی آواز باہر بھی سنائی دی۔ جس کی وجہ سے اس کا

سارا بھانڈا پھوٹ گیا

اس نے خیال کیا۔ کہ اب کیا ہوگا۔ میں تو روزانہ کہا کرتا تھا۔ کہ صاحب میری بڑی عزت کیا کرتا ہے۔ اور اپنے ذاتی کاموں میں بھی مجھ سے مشورہ لیتا ہے۔ لیکن آج اس نے مجھے خوب مارا ہے۔ اور مار پیٹ کی آواز دوسرے لوگوں نے بھی سن لی ہے۔ وہ لوگ میرے متعلق کیا خیال کریں گے۔ چنانچہ وہ باہر آیا۔ اور اس نے اپنی شرمندگی چھپانے کے لئے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر زور سے مارا اور پھر ہا ہا ہا کرنا شروع کر دیا۔

جس کا مطلب یہ تھا

کہ دوسرے لوگ یہ خیال کریں کہ صاحب میری تعریف کر رہا تھا۔ اور میں ہا ہا کر رہا تھا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر آوازیں نکال رہا تھا

اسی طرح وہ واقفین اپنی عزت محفوظ رکھنے کے لئے جھوٹے بہانے بناتے ہیں

میں نے اس مبلغ کا خط پڑھا تو مجھے خیال آیا کہ ہمارے بعض نوجوان روایتی گیدڑ جتنی بھی سمجھ نہیں رکھتے۔ اگر انہوں نے روایتی گیدڑ کا قصہ سنا ہوتا۔ تو وہ ان لوگوں کے

پروپیگنڈا سے کوئی اثر نہ لیتے

کہتے ہیں کوئی ہوشیار گیدڑ تھا۔ وہ ایک دن شکار کے لئے باہر گیا۔ وہ بڑی عمر کا تھا اور اپنے تجربہ کو ظاہر کرنے کے لئے اکثر مبالغہ آمیز باتیں کیا کرتا تھا۔ لیکن اس دن ایسا ہوا۔ کہ وہ پھنس گیا۔ ہم بچپن میں شکار کیا کرتے تھے تو ہم ایک قسم کی کڑکی بنایا کرتے تھے۔ اور اس سے فاختائیں وغیرہ پکڑا کرتے تھے۔ بعض بڑے سائز کی کڑکیاں ہوتی ہیں۔ جن کے ذریعہ لوگ گیدڑ اور اس قسم کے جانور پکڑتے ہیں۔ وہ گیدڑ شکار کی تلاش میں گیا۔ تو اس کی دم ایک کڑکی میں پھنس گئی۔ جو شکار کی غرض سے کسی نے لگا رکھی تھی۔ اس کڑکی میں پھنس جانے کی وجہ سے اس کی دم کٹ گئی۔ جب وہ اپنے ساتھیوں میں گیا تو چونکہ وہ اس سے پہلے اپنی ہوشیاری کی بڑی داستانیں سنایا کرتا تھا۔ اور آج وہ خود دم کٹوا آیا تھا۔ اسلئے اس نے

اپنی شرمندگی کو چھپانے کے لئے

دوسرے گیدڑوں کے سامنے یہ تقریر کرنی شروع کی۔ کہ ہماری ساری مصیبت دم کی وجہ سے ہے۔ شکاری کتوں کو ہماری دم نظر آجاتی ہے اور وہ ہمیں پکڑ لیتے ہیں۔ پھر شکاری کڑکیاں لگاتے ہیں۔ تو ان میں ہماری دم پھنس جاتی ہے۔ اس مصیبت کا بہترین علاج میرے خیال میں یہی ہے کہ ہم سب کو اپنی دم کٹوا دینی چاہئیے۔ اس طرح ہم کلی طور پر مصیبت سے نجات حاصل کر لیں گے۔ دوسرے گیدڑوں میں ایک ہوشیار گیدڑ بھی تھا۔ اس نے کہا۔ تم ذرا ہماری طرف پیٹھ پھیر کر کھڑے ہو جاؤ۔ تو ہم یہ فیصلہ کر سکیں گے کہ تم ہمیں نصیحت کرنے میں کس قدر حق بجانب ہو۔ اگر تمہاری دم ہے تو تمہاری نصیحت ٹھیک ہے۔ لیکن اگر تمہاری دم نہیں تو

معلوم ہوتا ہے

کہ تم ہمیں بھی اپنے جیسا بنانا چاہتے ہو۔ دوسرے گیدڑوں نے کسی نہ کسی طرح اس گیدڑ کی پیٹھ اس کی طرف پھیر دی۔ تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی اپنی دم کٹی ہوئی ہے۔ یہی حال ان واقفین کا ہے۔ جو اپنی غلطیوں کی وجہ سے وقف سے فارغ کر دئے جاتے ہیں۔ یا وہ خود وقف توڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ دوسرے نوجوان بھی اس طرف نہ

آئیں۔ اور اس طرح ان کی ذلت پر پردہ پڑا رہے۔ پس اس مبلغ نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل درست ہے۔ میں خود بھی جانتا ہوں کہ ایسے واقفین باہر جا کر اس قسم کا پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔ کہ ان سے مرکز میں اچھا سلوک نہیں ہوا۔ اس مبلغ نے لکھا ہے کہ میں ایسے شہر میں رہتا ہوں۔ جس میں ملازمت کے متلاشی لوگ آتے رہتے ہیں۔ اور مجھے اس بات کا علم ہے کہ جو لوگ وقف توڑ کر آتے ہیں۔ انہیں اس گذارہ جتنی بھی تنخواہ نہیں ملتی۔ جو جماعت انہیں دیتی تھی۔ چنانچہ

دھکے کھاتے پھرتے ہیں

پھر اگر کسی کو باہر اگر کچھ زیادہ تنخواہ بھی مل جاتی ہے۔ تو وہ بھی دھوکا ہی ہوتا ہے۔ مثلاً کراچی میں کسی کو سو روپیہ مل جائے۔ اور یہاں اسے اسی روپے ملتے تھے۔ تو یہاں کے ۸۰ روپے کراچی کے سو روپیہ سے زیادہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہاں بعض اوقات ۵۰-۶۰ روپیہ تو مکان کا کرایہ ہی ہوتا ہے۔ پھر کھانا بھی نہایت مہنگا ہوتا ہے۔ غرض ظاہری طور پر کسی کو یہاں کے گذارہ سے زیادہ بھی مل جائے۔ تو یہ محض دھوکہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے مقابلہ میں اخراجات بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ پس اس مبلغ نے لکھا ہے۔ کہ وقف توڑ کر بھاگ جانے والے نوجوانوں کے پروپیگنڈا کی وجہ سے دوسروں میں وقف کے متعلق بددلی پائی جاتی ہے۔ اور اگر یہ بات درست ہے۔ تو میرے نزدیک اس پروپیگنڈا کی وجہ سے

بددل ہونیوالے نوجوان

اس روایتی گیدڑ سے بھی کم عقل رکھنے والے ہیں۔ اس روایتی گیدڑ نے تو دوسرے گیدڑ کی تقریر سن کر یہ کہدیا تھا کہ تم میری طرف اپنی پیٹھ پھیرو۔ اگر تمہاری دم موجود ہوئی تو میں سمجھونگا۔ کہ تم اس نصیحت میں حق بجانب ہو لیکن اگر تمہاری دم کٹی ہوئی ہے تو تم ہمیں بھی اپنے جیسا بنانا چاہتے ہو۔ لیکن ہمارے نوجوان ان لوگوں کی باتوں کی وجہ سے دھوکہ میں آجاتے ہیں۔
پس

اصل حقیقت یہی ہے

کہ بعض لوگ غلطی کرتے ہیں۔ تو بعد میں اسپر پردہ ڈالنے کے لئے دوسروں کو اسی غلطی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ تا کہ سب ایک جیسے ہو جائیں۔ لطیفہ مشہور ہے کہ کوئی بیکار آدمی تھا۔ اس کی گزارے کی کوئی صورت نہیں تھی۔ اس نے کسی سے مشورہ لیا۔ تو اس نے اسے کہا۔ کہ یہاں میلہ لگا کرتا ہے۔ تم اس میلہ پہ ایک خیمہ لگا دینا اور اس خیمہ

کے اندر بیشک گوبر کا ڈھیر لگا دینا اور باہر ڈگڈگی بجا کر اعلان کرنا کہ بڑا عمدہ تماشا ہے۔ اور دو پیسہ ٹکٹ لگا دینا لیکن یہ نہ بتانا کہ اندر کیا ہے۔ جو ایک دفعہ اندر جائے گا۔ وہ دوسروں کو بھی ضرور بلائے گا چنانچہ اس نے اس مشورہ پر عمل کیا۔ اور ایک خیمہ لگا کر اس کے اندر گوبر رکھدیا۔ خیمہ کے باہر کھڑے ہو کر اس نے ڈگڈگی بجا کر یہ اعلان کرنا شروع کر دیا۔ کہ اندر بڑا اچھا تماشا ہو رہا ہے۔ لوگوں نے بھی خیال کیا۔ کہ جب ایک دو پیسہ ٹکٹ ہے۔ تو تماشا بھی اچھا ہوگا چنانچہ بعض لوگ ٹکٹ لے کر خیمہ کے اندر گئے۔ لیکن وہاں انہوں نے تماشا کی بجائے گوبر پڑا دیکھا۔ تو بہت شرمندہ ہوئے انہوں نے خیال کیا کہ دوسرے لوگ ہمارے متعلق کیا خیال کریں گے۔ چنانچہ اپنی اس

شرمندگی کو چھپانے کیلئے

انہوں نے بھی باہر نکل کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ بڑا اچھا تماشا ہے۔ ان کی باتوں سے متاثر ہو کر دس بارہ آدمی اور اندر گئے وہ بھی گوبر دیکھکر سخت شرمندہ ہوئے اور اپنی اس شرمندگی کو چھپانے کے لئے انہوں نے بھی یہ کہنا شروع کیا۔ کہ اس جیسا تماشا انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اس پر ایک ہجوم تماشا دیکھنے کے لئے دوڑ پڑا۔ اور اس طرح اس شخص کو کافی آمد ہو گئی پس دنیا میں اس قسم کے لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ جو اپنی ذلت چھپانے کے لئے طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی اپنی بے وقوفی میں شامل کرنا چاہتے ہیں اس قسم کی باتیں بنانے کی وجہ سے ان کی اپنی عزت تو رہ جاتی ہے۔ لیکن دین کے کاموں میں رخنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ

اصل علاج یہ تھا

کہ وہ توبہ کرتے۔ اور کہتے۔ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔ ہم اپنی کمزوری کی وجہ سے وقف کو برداشت نہیں کر سکے لیکن اگر کوئی اپنے پروپیگنڈا کی وجہ سے دوسروں کو بددل کرے گا۔ تو خدا تعالیٰ کے سامنے وہ کیا کہے گا کہ میں تو وقف سے بھاگا تھا۔ لیکن میں نے دوسروں کو بھی زندگیاں وقف نہیں کرنے دیں۔ اور سپاہیوں سے میدان دین خالی ہو گیا۔ پس واقفین میں سے ہر ایک کو سمجھنا چاہیئے کہ اس کا معاملہ خدا سے ہے۔ اگر وہ کوئی کوتاہی کرتا ہے۔ تو اس کی وجہ سے وہ کسی دوسرے کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ بلکہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اور

اس کی ایسی ہی مثال ہے

جیسے کہتے ہیں کہ کوئی بیوقوف تھا۔ ایک دفعہ

نمبردار اس کا برتن مانگ کرلے گیا۔ مگر اس نے وہ برتن وعدہ کے مطابق واپس نہ کیا ایک دن وہ اپنا برتن واپس لینے گیا۔ تو اس نے دیکھا کہ نمبردار اس میں ساگ ڈال کر کھا رہا ہے۔ وہ غصہ میں آکر کہنے لگا کہ نمبردار! تو میرا برتن مانگ کر لایا تھا۔ اور اب تو اس میں ساگ ڈال کر کھا رہا ہے۔ مجھے بھی ایسا دیسا سمجھنا۔ اگر میں تیرا برتن نہ لے جاؤں اور اس میں پاخانہ ڈال کر نہ کھاؤں اس بیوقوف نے یہ نہ سمجھا کہ وہ پاخانہ کھائے گا۔ تو نمبردار کو کیا نقصان ہوگا۔ وہ اپنا نقصان آپ کرے گا۔

پس اگر

وقف سے بھاگے ہوئے نوجوان

اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ تو اس کا نقصان انہی کو پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ اس قسم کی باتوں کی وجہ سے خدا تعالےٰ سے بگاڑ پیدا کر لیتے ہیں۔ ان کے لئے بہتر یہی تھا کہ وہ توبہ کرتے۔ پھر چاہے وہ وقف میں واپس آتے لیکن اس قسم کی باتیں بنا کر کم از کم دوسروں کے لئے بد نمونہ پیش نہ کرتے۔ اگر وہ ایسا کرتے۔ تو ممکن تھا کہ خدا تعالےٰ انہیں معاف کر دیتا۔ اور ان سے اچھا سلوک کرتا خدا تعالےٰ بڑا رحیم اور کریم ہے۔ انسان سے کئی قسم کی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔ کیونکہ وہ کمزور طاقتوں والا وجود ہے۔ لیکن جب وہ خدا تعالےٰ کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو اگر اس کی اصلاح ممکن ہو۔ تو خدا تعالےٰ اس کی اصلاح کر دیتا ہے۔ اور اگر اسکی اصلاح ممکن نہ ہو۔ تب بھی وہ اپنی توبہ اور انابت سے خدا تعالےٰ کے عفو کو بہت کچھ کھینچ لیتا ہے۔

دُعا

سیرت نبوی کا ایک اہم باب

(از مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی)

مندرجہ ذیل مضمون رسالہ الفرقان لکھنؤ کے حوالہ سے الاعتصام لاہور میں شائع ہؤا ہے۔ جسے افادۂ احباب کے لیے ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ (ادارہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی میں جو کمالات جمع تھے۔ ان کو دو شعبوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (۱) عبدیت کاملہ (۲) نبوت جامعہ۔

عبدیت کا ظہور اور نتیجہ دعا ہے۔ اور نبوت کا مظہر دعوت ہے۔ یہ دونوں سیرت محمدی کے اہم اور نمایاں عنوان اور اس صحیفۂ اعجاز کے دو مستقل باب ہیں۔ دعوت پر سیرتِ محمدیؐ کے ہر طالب علم اور ہر مصنف کی نظر پڑتی ہے۔ اس کی تفصیلات سے کتابیں لبریز ہیں۔ اور اس کے آثار و نتائج تمام دنیا میں درخشاں و تاباں ہیں۔ دعوت جلوت کی چیز ہے۔ اس لیے سب کو بے پردہ و بے نقاب نظر آئی۔ لیکن (میری کوتاہ نظر میں) اس حقیقت پر بہت کم لوگوں کی نظر پڑی۔ کہ دعا کو سیرت نبویؐ میں کیا مقام حاصل ہے۔ اور خود دعوتِ نبویؐ کی تاثیر و تسخیر میں اس کا کتنا بڑا حصہ ہے۔ اور خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبدیت کے اس شعبہ کو عروج و ترقی کی کس حد تک پہنچایا۔ کس طرح آپ نے اس شعبہ کا (جو عبدیت و عبادت کے تمام شعبوں اور مظاہر کی طرح مُردہ و افسردہ ہو چکا تھا) احیاء اور اس کی تجدید فرمائی۔ پھر اس کی تکمیل اور تعمیم فرما کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ جن لوگوں کی مذاہب و عقائد کی تاریخ پر گہری اور تفصیلی نظر ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس دور میں جو جاہلیت کے نام سے موسوم ہے عبد و معبود کے تعلق میں اتنا اضمحلال پیدا ہو گیا تھا۔ کہ دعا کا سرچشمہ (جو یقین و محبت و خوف کے بغیر جاری نہیں ہو سکتا) اندر ہی اندر خشک ہو گیا تھا۔ عبد اپنے اور معبود کے متعلق اتنی غلط فہمیوں اور اتنی جہالتوں کا شکار تھا۔ کہ اس کے اندر دعا کا جذبہ اور تقاضا پیدا ہونا ہی مشکل تھا۔ دعا کے لیے اس ہستی کے یقین کی ضرورت ہے۔ جس سے دعا کی جائے۔ پھر اس یقین کی کہ اس کو ہر طرح کی قدرت ہے۔ اور دینے کے لیے اس کے پاس سب کچھ ہے۔ پھر اس یقین کی کہ اس کے دَر کے سوا کوئی اور دَر نہیں۔ پھر اس یقین کی کہ وہ خود بھی دینا چاہتا ہے۔ اور محبت و رحمت،

بخشش و عطاء اور احسان و انعام اس کی خاص صفت ہے۔ اور کوئی لے کر اتنا خوش نہیں ہوتا۔ جتنا وہ دے کر خوش ہوتا ہے۔ پھر اس یقین کی کہ مخلوق محتاج محض اور سرتاپا کشکول گدائی ہے۔ پھر اس یقین کی کہ وہ معبود اپنی ہر مخلوق سے دنیا کی ہر چیز سے یہاں تک کہ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ ہر ایک کی سنتا ہے۔ اور ہر ایک کی ہر حال میں مدد کر سکتا ہے۔

جاہلیت کی تاریخ پر نظر ڈالیے۔ ان میں سے ہر یقین کتنا نایاب اور مضمحل ہو چکا تھا۔ اور ان حقائق میں سے ہر حقیقت کے بارے میں کتنے شبہات و حجابات اور کتنے توہمات اور مغالطے پیدا ہو چکے تھے۔ یونانی فلسفہ کو "واجب الوجود" یا "مبداءِ اول" کی صفات سے جتنا گریز و انکار اور صفات کی نفی اور مجرد بلا صفت ذات کے اثبات پر جتنا اصرار تھا۔ اس کے بعد اس کے حلقۂ اثر میں دعاء و التجا کا کیا امکان باقی رہ جاتا تھا۔ جس ذات کے متعلق کسی صفت کا علم نہیں۔ بلکہ اس سے ہر صفتِ کمال کی نفی کی جا رہی ہے۔ اس سے سوال کرنے کے اور مدد چاہنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ جس کو کارخانۂ قدرت میں کوئی دخل نہیں۔ جو "عقل اول" کو پیدا کر کے "معطل" ہو گیا۔ جس "واحد" سے ایک ہی "واحد" کا صدور ہو سکتا ہے[1]۔ اور وہ ہو چکا اس سے ہر دم اور ہر آن نئے نئے افعال و احکام کے صدور کی توقع کب حق بجانب ہو سکتی ہے۔

اس کے مقابلہ میں مشرکانہ جاہلیت اور "وثنیت" نے صفاتِ الٰہیہ میں سے تقریباً ہر صفت کو کسی نہ کسی مخلوق کی طرف منسوب کر رکھا تھا۔ کوئی احیاء پر قادر تھا۔ کسی کے ہاتھ میں رزق تھا۔ کسی کا علم محیط و ہمہ گیر تھا۔ اور ہر غیب اس کے لیے شہود تھا۔ کسی کے لیے زمان و مکان کے حجابات اٹھ چکے تھے۔ اور وہ اپنے پرستاروں کی ہر جگہ اور بیک وقت سب کی مدد کر سکتا تھا۔ اور ہر جگہ پہنچ سکتا تھا۔ وقس علیٰ ھٰذا۔ ایسی حالت میں

[1] یہ سب یونانی فلسفہ کے عقائد و مسلمات ہیں۔

"الٰہ واحد" کی طرف رجوع کرنے اور اس کے سامنے دست سوال دراز کرنے کا کیا امکان تھا۔ خصوصاً جبکہ وہ نظروں سے اوجھل ہو۔ اور مقامی الٰہ نظر کے سامنے اور دسترس کے اندر ہوں۔ اسی کے ساتھ اس کو بھی ذہن میں رکھیے۔ کہ جاہلیت کے اس دور میں صفات و افعالِ الٰہیہ کا ذکر و تذکرہ بھی مفقود اور ان کا علم صحیح تقریباً معدوم ہو چکا تھا۔ اور "الٰہہ کثیرہ" کی کارفرمائیوں اور کارسازیوں کی داستانوں سے مجلسیں معمور اور قلب و دماغ مسحور تھے۔ ایسی حالت میں وہ "ذہنی کیفیت" بالکل قدرتی اور طبعی تھی۔ جس کا قرآن مجید نے نقشہ کھینچا ہے کہ:۔

واذا ذکر اللّٰہ وحدہ اشمأزت قلوب الذین لا یومنون بالاٰخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون۔ (الزمر)

اور جبکہ ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے دل نفرت کرتے ہیں۔ اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں۔

بہرحال یونانی فلسفہ نے (اس مسلک کی بناء پر جو اس نے صفات کے بارے میں اختیار کیا تھا) دعا و التجاء کا دروازہ ہی بند کر دیا تھا۔ دونوں کا مجموعی نتیجہ یہ تھا۔ کہ براہِ راست خدا سے طلب و سوال اور دعاء و التجا کا رواج ہی تقریباً ختم ہو گیا تھا۔ زمانۂ بعثت میں پورے پورے ملک اور وسیع علاقوں میں ایسے چند آدمی بھی ملنے مشکل تھے۔ جن کو خدا سے دعا کرنے کی عادت اور اس کا سلیقہ ہو۔ اور جو اس سے تسکین حاصل کرتے ہوں۔ اور اسی کی دعوت دیتے ہوں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ارواحنا ونفوسنا فداہ) نے محروم و محجوب انسانیت کو دوبارہ دعا کی دولت عطا فرمائی۔ اور بندوں کو خدا سے ہمکلام کر دیا۔ اور دعا کی کیا دولت عطا فرمائی۔ بندگی کی۔ بلکہ زندگی کی لذت۔ اور عزت عطا فرمائی۔ اس مطرود انسانیت کو پھر اذن باریابی ملا اور آدم کا بھاگا ہؤا فرزند پھر اپنے خالق و مالک کے آستانے کی طرف بہ کیتا ہؤا واپس لوٹا۔

بندہ آمد بر درت بگریختہ
آبروئے خود بعصیاں ریختہ

دعا سے محرومی کا ایک بڑا سبب جاہلیت میں یہ غلط تخیل تھا۔ کہ خدا ہم سے بہت دور ہے۔ ہماری آواز وہاں کہاں پہنچ سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان فرمایا۔ اور یہ منشور سنایا کہ

واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (البقرہ ۲۳)

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں۔ تو میں نزدیک ہوں۔ دعا کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں۔

دوسرا غلط عقیدہ یہ تھا۔ کہ خدا کے سوا کوئی اور بھی نفع و ضرر کا مالک اور انسانوں کی امداد و اعانت پر قادر ہے۔ اس عقیدے نے دعاء و استعانت کو "حقیقی نافع و ضار" سے ہٹا کر خیالی معاونوں اور داد رسول کی طرف متوجہ کر دیا تھا۔ اور عالم کا عالم شرک و بت پرستی کا شکار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری قوت اور وضاحت کے ساتھ اس فرمان کا اعلان کیا۔ جس میں آپؐ ہی کو خطاب تھا۔

قل یا ایھا الناس ان کنتم فی شک من دینی فلا اعبد الذین تعبدون من دون اللّٰہ ولٰکن اعبد اللّٰہ الذی یتوفکم وامرت ان اکون من المومنین وان اقم وجھک للدین حنیفاً ولا تکونن من المشرکین ولا تدع من دون اللّٰہ ما لا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذاً من الظالمین۔ وان یمسسک اللّٰہ بضر فلا کاشف لہٗ الا ھو وان یردک بخیر فلا رادّ لفضلہ یصیب بہٖ من

(باقی صفحہ ۸ پر)

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو (قرآن مجید)

"اگر امروز فکرِ عزت دیں در شما جوشد
شما را نیز و اللہ رتبت و عزت شود پیدا" (حضرت مسیح موعود)

(از مکرم میاں عبد الحق صاحب رامہ ناظر بیت المال ربوہ)

بڑی جماعتوں کی طرف سے سال رواں کے پہلے دس مہینوں یعنی ۲۹ فروری ۱۹۵۶ء تک صدر انجمن احمدیہ کے لازمی چندوں کی وصولی کی رفتار نیچے درج ہے۔ جن جماعتوں پر (م) نشان لگایا گیا ہے ان کی سال رواں کی چندہ عام و حصہ آمد کی وصولی تسلی بخش ہے یا بہت اچھی ہے۔ لیکن پچھلے بقایوں کی وجہ سے یا چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی کمی کی وجہ سے ان کا نام نیچے چلا گیا۔ یہ خیال رہے کہ وصولی کی مقدار کل سال کی قابل وصول رقم کے مقابلہ میں نہیں۔ پہلے دس ماہ میں جو وصولی ہونی چاہیئے تھی اس کے مطابق .... دکھائی گئی ہے۔ مثلاً جس جماعت کا کل بجٹ چھ ہزار روپیہ ہو اس کی طرف سے پہلے دس ماہ میں پانچ ہزار روپے وصول ہونے چاہیئے تھے۔ اگر اس کی طرف سے تین ہزار روپے وصول ہو چکے ہوں تو اس کی وصولی ۶۰ فیصدی دکھائی گئی ہے۔ کل سال کے بجٹ میں اس کی وصولی پچاس فیصدی ہوئی۔

صدر انجمن احمدیہ کے موجودہ مالی سال میں اب دو ماہ سے کم عرصہ رہ گیا ہے۔ اس عرصہ میں جماعتوں نے ان دو ماہ کا چندہ بھی وصول کرنا ہے۔ اور پہلے دس ماہ میں جو کمی رہ گئی ہے اور جس کا اندازہ مندرجہ ذیل نقشہ سے بخوبی لگ سکتا ہے اس کمی کو بھی پورا کرنا ہے۔ پس تمام احباب سے التماس ہے کہ ان مہینوں میں بقائے ادا کر دیں اور جلسہ سالانہ کے چندہ کی کمی کو بھی پورا کر دیں۔ اس چندہ کی وصولی بہت سی جماعتوں کی طرف سے نہایت ہی ناتسلی بخش ہے یہ مت خیال کیجیئے کہ جلسہ سالانہ ہو چکا ہے کیونکہ ابھی اس کے اخراجات پورے نہیں ہوئے۔ چندہ عام اور حصہ آمد کی وصولی میں بھی بجٹ کے مقابلہ میں بہت کمی ہے اس کمی کو پورا کرنے کا یہی وقت ہے۔

احباب کو یہ امر ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔ اس غرض کے لئے مال کی۔ جان کی۔ وقت کی۔ اور عزت کی جتنی قربانی کی جائے کم ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس دوڑ میں آگے بڑھنے سے ہی مال۔ جان۔ وقت اور عزت کی وقعت پیدا ہوتی ہے اور صحیح طور پر ان کی حفاظت ہو سکتی ہے پس ہمت۔ دعا اور عاجزی کے ساتھ کام کیجئے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے کام میں برکت ڈالے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

ا۔ وہ جماعتیں جن کا سالانہ بجٹ پانچ ہزار روپیہ سے اوپر ہے

نام جماعت	وصولی فیصدی: چندہ عام و حصہ آمد	وصولی فیصدی: چندہ جلسہ سالانہ
کراچی	۶۹	۶۷
مزنگ (لاہور)	۱۰۰	۷
ملتان شہر م	۹۱	۶۰
سرگودھا	۹۵	۴۵
شیخوپورہ م	۶۲	۵۴
منٹگمری	۸۲	۳۶
گوجرانوالہ	۷۶	۲۹
لاہور چھاؤنی	۹۳	۲
سنت نگر (لاہور)	۸۱	۱۲
جہلم	۶۹	۱۸
گمٹیالہ (جھنگ) م	۵۲	۳۸
کری سمندری م	۷۰	۱۶
اسلامیہ پارک (لاہور) م	۶۴	۵
پشاور	۵۸	۶
لائلپور م	۳۴	۲۱
راولپنڈی	۵۳	۶
لاہور (اوسط تمام حلقہ جات)	۴۴	۱۰
سیالکوٹ شہر	۳۹	۱۲
ایبٹ آباد	۱۴	۸
سول لائنز (لاہور) م	۳۴	۱۰
کوئٹہ	۳۳	۸
باندی ڈھونڈو محمد علی خاں	۲۰	۱۷
مغلپورہ (لاہور)	۲۲	۶
نیلا گنبد (لاہور)	۱۹	۵
بھاٹی گیٹ (لاہور)	۱۴	۹

ب وہ جماعتیں جن کا سالانہ بجٹ دو ہزار سے پانچ ہزار روپیہ تک ہے

نام جماعت	وصولی فیصدی: چندہ عام و حصہ آمد	وصولی فیصدی: چندہ جلسہ سالانہ
جڑانوالہ	۹۷	۱۰۰
ملتان چھاؤنی	۱۰۰	۳۸
کیمبل پور	۹۳	۸۳
سیالکوٹ چھاؤنی	۱۰۰	۶۸
گجرات	۱۰۰	۱۹
محمد آباد اسٹیٹ	۱۰۰	۳۶
نوشہرہ چھاؤنی	۱۰۰	۲۷
روہڑی	۱۰۰	۱۵
مظفر گڑھ	۹۰	۳۷
میرپور خاص	۹۳	۳۰
وزیر آباد م	۵۸	۶۲
اوکاڑہ م	۹۶	۲۴
لیہ	۵۹	۷۴
کرتو چنڈوری م	۶۶	۳۷
چک ۱۱/۷ چہور	۵۴	۴۸
احمد آباد اسٹیٹ م	۳۸	۶۳
ماڈل ٹاؤن (لاہور) م	۸۶	۱۳
بدوملہی	۶۷	۳۲
قصور	۶۴	۳۱
دہلی و موچی دروازہ (لاہور) م	۶۷	۲۶
کینال پارک (لاہور)	۷۰	۱۸
چنیوٹ	۷۴	۱۴
ڈیرہ غازی خاں	۷۱	۱۶
نوابشاہ	۵۳	۳۳
محمد نگر (لاہور) م	۵۶	۲۲
سلطانپورہ (لاہور)	۶۶	۱۲
مصری شاہ (لاہور) م	۵۹	۱۷
مردان م	۴۴	۳۱
گوجرہ	۳۵	۳۰
دھرم پورہ (لاہور)	۴۸	۱۸
ناصر آباد اسٹیٹ	۲۷	۳۵
کوہاٹ م	۵۵	۵
محمود آباد اسٹیٹ م	۳۴	۲۲
دوالمیال	۲۴	۲۷
حیدرآباد سندھ	۳۶	۱۴
[illegible] کینٹ	۳۹	۹
پنڈوری محمودہ	۲۰	۲۰
داؤد خیل	۳۵	۵
بنگلہ گو حمیر ٹیالا	۱۴	۱۷
چوبرجی (لاہور)	۱۹	۱۳
چک ۱۷/ج دھیرکے	۹	۱۳
نصرت آباد اسٹیٹ	۱۴	۳

ج وہ جماعتیں جن کا سالانہ بجٹ ایک ہزار سے دو ہزار روپیہ تک ہے

نام جماعت	وصولی فیصدی: چندہ عام و حصہ آمد	وصولی فیصدی: چندہ جلسہ سالانہ
ظفر آباد و بیرہ لائنی	۱۰۰	۱۰۰
سکھر	۱۰۰	۳۸
گوٹھ امام بخش	۹۴	۱۰۰
منڈی بہاؤالدین	۱۰۰	۸۸
چک سکندر	۱۰۰	۷۵
خوشاب	۸۴	۹۷
بشیر آباد اسٹیٹ	۱۰۰	۷۴
احمد نگر	۱۰۰	۷۱
مانسہرہ م	۱۰۰	۵۰
سانگلہ ہل	۹۴	۷۳
سانگھڑ	۹۷	۶۱
چکوال	۱۰۰	۵۲
داتہ زیدکا	۷۴	۱۰۰
ریلوے کے م	۱۰۰	۴۱
چک ۶/۱۱-ایل	۵۴	۸۸
خانیوال	۸۳	۵۷
گھٹیالیاں م	۱۰۰	۱۷
ڈگری گھمن پنجگرائیں	۸۵	۴۸
چک ۱۸ بہوڑو م	۸۳	۴۶
چک ۹۹ ش م	۵۳	۷۰
چک ۳۲-۳۳ ش م	۷۶	۴۴
گکھڑ منڈی م	۵۴	۶۶
عزیز پور ڈگری	۶۴	۵۵
چک ۱۲۱ گوکھووال	۶۹	۷۴
چک ۱۲۰ کوٹ فرزند علی	۲۷	۸۵
گھوگیاٹ	۷۰	۴۲
گوجرخان	۶۷	۳۸
چک ۱۶۶ مراد م	۵۷	۴۸
دھیرکے کلاں	۴۹	۵۴
آنبہ	۴۴	۵۶
چک ۹۸ ش م	۳۹	۵۶
کھاریاں م	۳۴	۴۶
ٹوبہ ٹیک سنگھ	۴۲	۴۳
چک ۲۱ دودھا	۳۴	۷۴
ڈسکہ م	۶۶	۱۳
بہاولپور	۴۳	۳۱
کوہ مری	۶۸	۲
کھیوہ باجوہ	۴۳	۲۵
کوٹ مومن م	۴۶	۲۱
نور نگر اسٹیٹ	۴۴	۲۲
شیخ پور	۳۹	۲۷
مانگٹ اونچے م	۳۶	۲۸
کوچہ چابک سواراں (لاہور) م	۴۰	۱۶
بھیرہ م	۳۳	۲۰
گڑھی شاہو (لاہور) م	۴۱	۹
لاڑکانہ	۲۶	۲۳

(باقی [illegible])

پارلیمنٹ کی حیثیت سے دستوریہ کا اجلاس ۱۵ مارچ کو ہوگا!

سکندر مرزا کے بلامقابلہ صدر منتخب ہونے کا رسمی اعلان

کراچی ۶ مارچ کل میجر جنرل سکندر مرزا کے بلامقابلہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پہلے صدر منتخب ہونے کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا ہے۔ سکندر مرزا ۲۳ مارچ کو اپنے عہدے کا حلف اٹھانے کے بعد صدارت کے فرائض سنبھالیں گے۔ آپ اس وقت تک صدارت کے عہدے پر فائز رہیں گے جب تک عام انتخابات کے بعد مستقل صدر اپنے عہدہ کا چارج نہیں سنبھال لیتے۔

مجلس دستورساز کے سپیکر مسٹر عبدالوہاب نے جب کل صبح نو بجے ایوان دستوریہ میں میجر جنرل سکندر مرزا کے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پہلے صدر منتخب ہونے کا اعلان کیا تو اراکین دستوریہ نے پرجوش تالیوں سے اعلان کا خیرمقدم کیا۔

دستوریہ کے ۸۰ اراکین میں سے ۵۰ نے میجر جنرل سکندر مرزا کے کاغذات نامزدگی پر دستخط کئے تھے۔

پاکستان کے عظیم ترین منتظم" میجر جنرل سکندر مرزا کے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا پہلا صدر منتخب ہونے پر جن لوگوں نے مسرت و شادمانی کا اظہار کیا ہے ان میں مسٹر محمد علی وزیر قانون مسٹر چندریگر وزیر صحت سردار ... وزیر مملکت برائے اقتصادی امور مسٹر اے کے برس۔ ڈاکٹر خاں صاحب دستوریہ کے ڈپٹی سپیکر مسٹر ... اور آزاد رکن مسٹر مظفر علی قزلباش کا نام قابل ذکر ہے۔

بجٹ اجلاس

معلوم ہوا ہے کہ مجلس دستورساز کا پارلیمنٹ کی حیثیت سے اجلاس ۱۵ مارچ کو شروع ہوگا اور وزیر خزانہ سید امجد علی بجٹ پیش کریں گے بجٹ اسی ماہ کے اندر اندر منظور کرنے کی غرض سے پارلیمنٹ کا اجلاس سہ روزہ ہوا کرے گا۔

مجلس دستورساز کا آئندہ اجلاس ۱۴ مارچ کو صبح ۱۰ بجے منعقد ہوگا۔

عرب ملکوں کے سربراہوں کا اجلاس

قاہرہ ۶ مارچ آج قاہرہ میں سعودی عرب شام اور مصر کے سربراہوں کا اجلاس ہو رہا ہے اس میں مشرق وسطیٰ کی عام صورت حال کے علاوہ اردن کو مالی امداد دینے کے سوال پر بات چیت کی جائے گی۔ تینوں عرب ملکوں نے اعلان کیا تھا اگر اردن برطانیہ سے امداد لینی بند کر دے تو وہ اسے مالی امداد دینے کو تیار ہیں شام کے صدر القواتلی پہلے ہی قاہرہ میں ہیں شاہ سعود ریاض سے آج یہاں پہنچ جائیں گے۔

جان گلب کا نیا اعزاز

لنڈن ۶ مارچ۔ ملکہ الزبتھ نے لیفٹیننٹ جنرل جان گلب کو سر کا خطاب دیا ہے۔ جان گلب تھوڑا عرصہ قبل تک عرب لیجن کے چیف کمانڈر تھے انہیں اردن کے شاہ حسین کے حکم سے حال ہی میں برطرف کیا گیا ہے۔ وہ گلب پاشا کے نام سے مشہور تھے۔

فاستبقوا الخیرات (بقیہ صفحہ ۶)

نام جماعت	وصولی فی صدی: چندہ عام وحصہ آمد	چندہ جلسہ سالانہ
عارف والا	۳۳	۱۴
چک ۹۹ گھسیٹ پور	۲۳	۱۷
دادو (سندھ)	۳۹	۹
چک ۱۲۷ بہلول پور ۴	۱۹	۱۹
حافظ آباد	۲۷	۱۰
رسالپور	۳۰	۶
ٹلی پور مظفر گڑھ	۲۳	۱۱
مسن باڈہ	۲۶	۷
ادرحمہ	۲۲	۸
محمود آباد جہلم	۲۳	۶
چک ۲۷۶ گوکھووال	۱۷	۸
چک ۱۴۸ مراد	۱۲	۱۲
ننکانہ صاحب	۱۴	۶
کھیوڑہ	۱۲	۶
رحیم یار خاں	۱۳	۲
چک ۹ پنیار	۱۰	۴
گھنوکے ججہ	۱۱	۲
شاہدرہ (لاہور)	۹	۴
میانی انارکلی (لاہور)	۸	x

درخواست دعا

میرے بڑے بھائی مکرم عبدالغفور صاحب کی اہلیہ بیمار رہتی ہیں۔ تمام احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کامل شفا بخشے آمین

عبداللطیف کاتب گول بازار ربوہ

خدام کیلئے مضمون نویسی کا انعامی مقابلہ

مجلس خدام الاحمدیہ لاہور نے خدام میں مضمون نویسی کا شوق پیدا کرنے کے لئے بزم انصار سلطان القلم کے ذریعے ایک پروگرام شروع کیا ہے جس میں علاوہ دیگر شقوں کے مضمون نویسی کے انعامی مقابلہ منعقد کرانے کی شق بھی ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور انعامی مقابلہ میں دیگر مجالس کو بھی شرکت کی دعوت دیتی ہے مجوزہ مضمون کا عنوان "انفرادی اور اجتماعی ترقی کے لئے ایمان علی البصیرت کی اہمیت" ہے۔ جملہ مجالس کے جو خدام اس مقابلے میں شرکت کے خواہشمند ہوں وہ اپنے مضامین اپنے زعیم یا قائد کی معرفت ۱۵ اپریل ۵۶ء تک صدر بزم انصار سلطان القلم لاہور کو ارسال کر دیں۔ مضمون خوشخط لکھا ہوا ہو۔ اول دوم سوم آنے والے خدام کو مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کی طرف سے انعامات دیئے جائیں گے اور اول آنے والے خادم کا مضمون سلسلہ کے اخبارات میں سے کسی اخبار میں شائع کرا دیا جائے گا۔ اس مضمون کے لکھنے میں خدام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ (مندرجہ الفضل ۲۰ جنوری ۵۶ء) مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کے لیکچر (مندرجہ الفضل ۳۱ جنوری و یکم فروری) اور الفضل مورخہ ۷ فروری ۵۶ء کے اداریہ سے راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ تمام مضامین اس پتہ پر آنے چاہئیں۔ صدر بزم انصار سلطان القلم ۱۸ رام گلی نمبر ۳ لاہور

دعا (بقیہ صفحہ ۲)

یشاء من عبادہ وھو الغفور الرحیم

(یونس ع ۱۱)

کہہ دو اے لوگو! اگر تمہیں میرے دین میں شک ہے تو اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا بلکہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں وفات دیتا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ ایمان والوں میں رہوں اور یہ بھی کہ یکسو ہو کر دین کی طرف رخ کئے رہو۔ اور مشرکوں میں نہ ہو۔ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار جو نہ بھلا کرے اور نہ برا۔ پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بیشک ظالموں میں سے ہو جائیگا اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کو کوئی ہٹانے والا نہیں اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچاتا ہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے فضل پہنچاتا ہے اور وہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔

پھر آپ نے صرف اسی کو واضح نہیں کیا کہ بندہ اپنے مالک سے دعا کر سکتا ہے اور وہ اس کی سنتا ہے اور اس کی مدد کر سکتا ہے بلکہ آپ نے ثابت کیا کہ خدا کو دعا مطلوب ہے اور وہ اس سے خوش اور راضی ہوتا ہے بلکہ انکار کرنے سے ناراض ہوتا ہے۔ دعا بندگی کا نہایت ہی واضح اور مؤثر مظاہرہ اور عدم دعا بندگی سے گریز اور استکبار اور سرکشی کی علامت ہے۔ آپ کے اعلان نے دعا کا پایہ کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ اور اس کو بندگی کے فعل اضطراری کے درجہ سے اعلےٰ عبادت اور قرب کے مقام تک پہنچا دیا

وقال ربکم ادعونی استجب لکم
ان الذین یستکبرون عن
عبادتی سیدخلون جہنم
داخرین (المومنون ع ۶)

اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا نہ کرنا محض محرومی کا باعث نہیں۔ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا بھی باعث ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں

من لم یسأل اللہ یغضب علیہ

جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوتا ہے۔ (الاعتصام ۲ مارچ)